آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل دنیا میں کیا کسی کو عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کا انتظار تھا؟

اس حقیقت سے تو کسی کو انکار نہیں ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اگر واقعتاً آسمانوں پر زندہ اٹھالیا گیا تھا تو یہ واقعہ آقائے نامدار ﷺ کی آمد سے تقریباً چھ سو سال قبل پیش آیا ہوگا۔ اور اگر اُس زمانے کے بعض لوگوں کا گمان یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا ہے اور یہ کہ دنیا میں واپس آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر مسلمان بننے والے لوگوں کو زمان کے ان چھ سو برسوں میں بھی ان کی واپسی کا انتظار ہونا چاہیئے تھا۔

قرآنِ مجید کا نزول بتدریج تھا۔ یہ آقائے نامدار ﷺ کے قلب مبارک پر بتدریج بدلتی رتوں، بدلتے موسموں، بدلتے وقت اور بدلتے حالات میں ساتھ ساتھ نازل فرمایا گیا تھا۔ یہ لمحہ بہ لمحہ ہدایت کا نزول تھا۔

اس کے برعکس توریت بیک وقت الواح پر لکھی ہوئی حالت میں نازل کی گئی تھی۔

وَكَتَبْنَا لَهُۥ فِى ٱلْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً

''اور ہم نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کے لئے تختیوں پر ہر بات کے متعلق نصیحت لکھ دی تھی'' (حوالہ الاعراف۔۱۴۵)

اور قرآنِ مجید کے متعلق بتایا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا ''ہم نے بتدریج اپنے بندے پر نازل فرمایا'' (حوالہ البقرۃ۔۲۳)

وَنَزَّلْنَٰهُ تَنزِيلًا ''اور ہم نے اسے بتدریج اتارا ہے'' (حوالہ الاسراء۔۱۰۶)

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ تَنزِيلًا ﴿٢٣﴾

''بیشک ہم نے آپ (ﷺ) پر یہ قرآن (مجید) تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے'' (الدھر۔۲۳)

اور یہ حقیقت یاد رہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی حیات مبارک میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بنی اسرائیل اور نصاریٰ جو کچھ کہتے تھے قرآنِ مجید میں اُسے بیان کر دیا گیا ہے۔ اُس زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کی کہانیاں بنی اسرائیل اور نصاریٰ میں اختراع نہیں کی گئی تھیں اور وہ یہ بات نہیں کہتے تھے اس لئے اُن پر اس حوالے سے قرآنِ مجید میں الزام اور فردِ جرم عائد نہیں کی گئی۔ قرآنِ مجید نے اہل کتاب سے یہ بات منسوب نہیں کی کہ اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کا انہیں انتظار تھا۔ انہیں تو انتظار اُن کا تھا جن کی تشریف آوری کے متعلق دو اڑھائی ہزار سال قبل موسیٰ علیہ السلام کے زمانے ہی میں توریت مبارک نے بتا دیا تھا اور پھر زمانہ قریب میں عیسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف اسم مبارک بتا کر اپنے بعد اُن کی آمد کی خوشخبری سنائی تھی بلکہ انجیل مبارک نے کائنات کی اس سب سے بڑی خبر کی اطلاع تحریر میں بھی دے رکھی تھی۔ یہ بیان میرا نہیں، نہ کسی تاریخ یا روایات کی کتاب کا حصہ ہے کہ مشکوک اور قابل تحقیق کہلائے۔

یہ بیان تو اس کا ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا، جس نے انہیں توریت عطا فرمائی تھی۔ یہ بیان اس کا ہے جس نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابن مریم صدیقہ بنا کر بھیجا اور گود ہی میں ان سے نبی ہونے کا اعلان کرا کے لوگوں کو چونکا دیا، انہیں توریت کا علم سکھایا اور انجیل مبارک عطا فرمائی۔ آئیں شک وشبہ سے بالاتر کتاب لاریب، قرآنِ مجید میں مالک الملک اللہ رب العزت کا بیان اور فرمان سنیں:

ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلرَّسُولَ ٱلنَّبِىَّ ٱلْأُمِّىَّ ٱلَّذِى يَجِدُونَهُۥ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ (حوالہ الاعراف۔۱۵۷)

''جو لوگ رسولِ کریم (ﷺ)، نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جن کے متعلق لکھا پاتے ہیں اپنے پاس توریت اور انجیل میں''

اُس زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا انتظار کسی کو نہ تھا۔ انہیں صرف نبی امی کی آمد کا انتظار تھا۔ آپ ﷺ کا اہل کتاب کو انتظار اِس بناء پر تھا کہ اس کے متعلق توریت اور انجیل میں لکھا پاتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے بعد صرف ایک رسول کی آمد کی انہیں اطلاع دی تھی۔ لیکن آقائے نامدار ﷺ کی آمد اور نزول قرآنِ مجید پر ان کی اکثریت کا رویہ یہ بتایا گیا ہے:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَـٰبٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا۟ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا۟ كَفَرُوا۟ بِهِۦ ۚ فَلَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَـٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾

''اور جب اللہ کی طرف سے اُن کے پاس کتاب، قرآن مجید آیا جو تصدیق کرتا ہے اس کی جو ان کے پاس تھی۔ اور وہ اس سے قبل (آخری نبی اور کتاب کے منتظر تھے کہ) کافروں پر فیصلہ کن برتری، غلبہ مانگتے تھے۔ پھر جب ان کے پاس وہ (آخری نبی اور قرآنِ مجید) آ گیا تو انہوں نے انہیں پہچان لینے کے باوجود ان کا انکار کر دیا۔ سو لعنت ہے انکار کرنے والوں پر'' (البقرۃ۔۸۹)

بنی اسرائیل کی فطرت اور ان کی اندرونی کیفیت ونفسیات کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کی بعثت اور نزولِ قرآن مجید سے قبل بنی اسرائیل اپنے مقابل جنہیں کافر سمجھتے تھے وہ مشرکین عرب تھے جن پر علمی، فکری اور ہر طرح سے فیصلہ کن غلبہ اور برتری حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور کتاب آنے کے منتظر تھے۔ کتاب کا انتظار اور اس میں دلچسپی کا سبب اللہ کی ہدایت پانے کے لئے نہیں بلکہ کافروں پر فیصلہ کن غلبہ ان کی سوچ کا محور تھا۔ آیت میں بتایا گیا ہے کہ نبی اور کتاب کے منتظر تھے اور سورۃ الصف کی آیت ۶ بتاتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری دی تھی۔

قرآنِ مجید نے غیر مبہم انداز میں بتایا ہے کہ اہل کتاب کو عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کا انتظار نہیں تھا۔ انہیں جن کا انتظار تھا وہ خاتم النبیین، آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ ہیں۔ جس کا انتظار رہا اسے پہچاننے میں مشکل پیش نہیں آتی۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کو انہوں نے ایسے پہچان لیا جیسے بیٹوں کو پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں کرتا

ٱلَّذِينَ ءَاتَيۡنَٰهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ يَعۡرِفُونَهُۥ كَمَا يَعۡرِفُونَ أَبۡنَآءَهُمۡۘ (حوالہ البقرۃ۔۱۴۶)

ٱلَّذِينَ ءَاتَيۡنَٰهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ يَعۡرِفُونَهُۥ كَمَا يَعۡرِفُونَ أَبۡنَآءَهُمُۘ (حوالہ الانعام۔۲۰)

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ انہیں (رسولِ کریم ﷺ کو) اس قدر واضح طور پر پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (کہ اس میں کوئی اشتباہ پیش نہیں آتا)''

اس سے ہمیں اندازہ لگانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آنی چاہئے کہ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے متعلق کس قدر صاف، واضح اور مفصل انداز میں توریت مبارک اور انجیل مبارک میں بیان ہوا ہوگا۔ سامنے آنے پر کسی بندے کو پہچانتا وہ ہے جسے اس کے بارے میں اطلاع، معلومات، نشانیاں اور پہچان پہلے سے معلوم ہو۔ بنی اسرائیل کا کتاب سے انکار بھی ظاہر کرتا ہے کہ ان کی اس میں دلچسپی اور انتظار دینی اور اخروی برتری حاصل کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ اہلِ عرب پر دنیاوی طور پر برتری حاصل کرنا چاہتے تھے اور جب اسماعیل علیہ السلام کی مسلم اولاد میں سے اللہ کے مختص بندے آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ پر کتاب نازل فرمادی گئی تو ان کی آس اور امیدوں پر پانی پھر گیا اور حسد اور بغض کی آگ میں جل اٹھے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام جن کا ذکر، شہرت اور عظمتوں کا ڈنکا کائنات اور زمانے میں ان کی مجسم آمد سے قبل بھی تھا۔

اور اگر سوال کا جواب وہی تسلیم کیا جائے جو قرآنِ مجید نے دیا ہے تو جواب طلب سوال یہ ہے کہ جب آقائے نامدار ﷺ کی آمد سے قبل اہلِ کتاب کو ساڑھے پانچ، چھ سو سال تک عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کا انتظار نہیں تھا تو پھر آقائے نامدار ﷺ کے بعد کے زمانے میں نصاریٰ اور مسلمان کہلوانے والے لوگ اُن کی واپسی کا انتظار کیسے شروع کر سکتے ہیں؟

قرآنِ مجید کے نزول کے زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نصاریٰ کا تخیل یہ تھا کہ (معاذ اللہ) ''وہی اللہ ہے''، ''اللہ تین میں تیسرا ہے'' اور یہ کہ (معاذ اللہ) ''عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے''۔ اُن کی اِن تخیلاتی باتوں کی سختی سے نفی کر دی گئی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ اپنے تخیل سے جس مقام پر فائز کر چکے تھے اس لئے ان کے متعلق اپنے ہی تخیل کی نفی میں یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ زمین پر واپس آئیں گے اور اگر یہ بات وہ کہتے ہوتے تو اس کی بھی تردید یا تائید میں جواب دیا گیا ہوتا۔ آقائے نامدار ﷺ کی حیات مبارک میں عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کا کوئی تخیل نہیں تھا۔ دنیا میں سے رخصت ہو چکے کسی بھی انسان کی واپسی کا تخیل حیران کن ہے جو انسانوں میں انتہائی درجے کا تجسس پیدا کرنے کا موجب ہوگا اور لوگ اس کی حقیقت جاننا چاہیں گے۔ قرآن مجید کے نزول کے دوران لوگوں نے بیویوں کے حیض، شراب، جوئے اور چاند کے متعلق تو سوال پوچھ لئے لیکن ''عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی'' کے متعلق کسی ایک ذہن میں بھی تجسس پیدا نہیں ہوا کہ سوال پوچھ کر اس کی تسکین کر لے کیونکہ اس زمانے کے لوگوں کو تو اس سوال کا جواب بھی دوٹوک مل جانا تھا کہ اللہ

تعالیٰ نے انہیں بتایا تھا ''اے ایمان والو! اُن باتوں کے متعلق سوال نہ پوچھا جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں

''وَ اِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْءَ انُ تُبْدَلَكُمْ''

اور اب جب کہ قرآن (مجید) نازل کیا جا رہا ہے اگر ان کے متعلق پوچھو گے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی'' (حوالہ المائدہ۔۱۰۱)

اگر اس زمانے میں کسی ایک کے بھی تخیل اور گمان میں ''عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی'' ہوتی تو اس کے متعلق سوال پوچھنے اور جواب پانے میں کسی بھی پہلو سے برا لگنے کو کوئی امکان نہیں۔اس زمانے میں جب کوئی ایسا تخیل تھا ہی نہیں تو سوال پوچھنے کی نوبت کیسے آسکتی تھی؟

آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ نے بھی لوگوں سے فرمایا تھا کہ تم جانتے ہو کہ میں کبھی حجاز سے باہر نہیں گیا، اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ مجھے پڑھنا، لکھنا نہیں آتا تھا لیکن اس کے باوجود پوچھو جو بھی پوچھنا ہے۔اللہ اکبر! اس سے بڑا دعویٰ دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتا۔یہ کُل کے کُل علم کو حاصل کرنے کی صلاحیت کا دعویٰ ہے۔اور اتنا بڑا دعویٰ وہی کر سکتا ہے حقیقت جس کی بصارتوں کی پہنچ میں ہو۔اور آقائے نامدار ﷺ سے زیادہ سچا دعویٰ کوئی کر نہیں سکتا کہ ان کا دعویٰ اس کی ضمانت پر ہے جو رب العالمین ہے اور تمام علم اور حکمت کا مالک۔آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ پر درود و سلام ہے ہر لحہ صبح و شام۔اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ سے ارشاد فرمایا

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ (الفرقان۔۳۳)

''اور وہ آپ (ﷺ) کے پاس خواہ کوئی مثال، سوال لے آئیں ہم اس کی حقیقت اور بہترین تفسیر آپ پر ظاہر کر دیتے ہیں''

أَحْسَنَ تَفْسِيرًا ''بہترین، خوبصورت ترین تفسیر''۔''أَحْسَنَ'' کا مادہ ''ح س ن'' اور اس سے مراد اعضاء کا صحیح صحیح تناسب اور توازن ہے۔اور حسین ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جو قلب و نگاہ کو بھلی معلوم ہوں، کسی چیز، بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا۔
''تَفْسِيرًا'' کا مادہ ''ف س ر'' اور اس کے معنی واضح کرنا، چھپی ہوئی چیز کو کھول دینا (Breaking News) ہیں۔قرآنِ مجید تفسیر حقیقت ہے۔

قرآنِ مجید کے نزول کے زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی کا تخیل چونکہ ناپید تھا اس لئے اس کے متعلق کسی کے ذہن میں سوال پیدا نہیں ہوسکتا تھا کہ رسولِ کریم ﷺ سے پوچھنے کی نوبت آتی۔اور چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی حقیقت تھی ہی نہیں تو قرآنِ مجید میں خبر دینے یعنی ''تفسیر'' (breaking news) کی نوبت کیسے آسکتی تھی؟

کیا یہ سچ نہیں کہ اگر زمانے میں لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کا گمان ہوتا اور وہ واپس نہ آتے تو لوگوں کے پاس روزِ قیامت بیان کرنے کیلئے خوبصورت بہانہ ہوتا کہ ہمارے پاس تو وہ خبردار کرنے والا ہی نہیں آیا اور ہم تو انتظار ہی میں رہے۔

يَـٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَـٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ

''اے اہلِ کتاب! ہمارے رسول (کریم ﷺ) تمہارے پاس تشریف لا چکے ہیں جو تمہارے لئے بیّن (واضح، عیاں) کرتے ہیں

عَلَىٰ فَتۡرَةٍ مِّنَ ٱلرُّسُلِ

رسولوں کے موقوف ہو جانے کے بعد

أَن تَقُولُواْ مَا جَآءَنَا مِنۢ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍۖ

تا کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا''۔ یہ بہانہ تو ختم ہو چکا

فَقَدۡ جَآءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌۗ

اس لئے تمہارے پاس خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے آ گئے ہیں'' (حوالہ المائدہ۔۱۹)

یہ ایک بہانہ، حجت تھی جو بعض لوگ روز قیامت بیان کر سکتے تھے۔ اس آیت مبارکہ پر کچھ دیر غور فرمالیں کہ شاید عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہمارا انتظار بھی ختم ہو سکے۔